﴿قسط چہارم﴾

مروجہ قوالی اکابرین امت کی نظر میں

از

مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن

رئیس دارالافتاء دارالعلوم سعیدیہ اوگی ضلع مانسہرہ

زیر نظر مقالہ چونکہ مسلسل قسط وار شائع ہو رہا ہے لہذا قارئین حضرات ربط کیلئے جلد۴ شمارہ ۳،۴ ملاحظہ فرماویں۔

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

ان انصف منصف وتفكر في اجماع اهل الزمان وقعود المغني بدفه والمشيب بشبابة ويصور في نفسه هل وقع مثل هذا الجلوس والهيئة بحضرة رسول الله ﷺ وهل استحضروا قوالا وقعدوا مجتمعين لا ستماعه لا شک بان ينكر ذلک من حال رسول الله ﷺ ولو كان في ذلک فضيلة مطلوبة لما اهملوها فمن يشير بانه فضيلة مقصودة يجتمع لها لم يحظ بذوق معرفة احوال رسول الله ﷺ والصحابة والتابعين. الخ

اگر مصنف مزاج آدمی انصاف سے کام لے اور زمانہ کے لوگوں کے جمع ہونے، قوال کا دف کے ساتھ بیٹھنے اور باجا بجانے والے کے بارے میں فکر کریں اور دل میں یہ تصور کرے کہ کیا اس قسم کا بیٹھنا اور یہی ہیئت رسول اللہ ﷺ کے حضور بھی ہوا ہے یا نہیں اور کیا انہوں نے کسی قوال کو بلایا ہے اور وہ حضرات اس کے سننے کے لئے جمع ہو کر بیٹھے ہیں؟ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اس بارے میں حضور ﷺ کے حال سے انکار ہی کرے گا۔ اور اگر اس میں کوئی فضیلت ہوتی تو وہ حضرات اسے مہمل نہ چھوڑتے اور جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس میں کوئی فضیلت مقصود ہے جس کے لئے اجتماع کیا جاتا ہے تو ایسے شخص کو رسول اللہ ﷺ حضرات صحابہؓ و تابعینؒ کے احوال کی معرفت کا کوئی حصہ ذوق نہیں۔

اور حضرت حسن بصریؒ نے یوں فرمایا۔

ليس الدف من سنة المسلمين (دف بجانا مسلمانوں کا طریقہ نہیں)۔

اگر یہ قوالی جائز ہوتی اور سنت سے ثابت ہوتی تو ضرور حضور ﷺ اس کی تصریح فرماتے کیونکہ رسول اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے اپنا دین مکمل کر کے نازل فرمایا۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔ — آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی

ارشاد نبوی ہے اور حضور ﷺ نے بھی دنیا و آخرت کی تمام چیزیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی گئی تھیں امت کو بتادی ہیں۔

والذی نفسی بیدہ ما ترکت شیئا یقربکم الی الجنۃ ویباعدکم من النار الا امرتکم بہ وما ترکت شیأا یقربکم الی النار ویباعدکم من الجنۃ الا نھیتکم عنہ۔ — قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جو تم کو جنت کے قریب کردے اور دوزخ سے دور کرے مگر یہ کہ میں نے تم کو اس کا حکم کیا ہے اور ایسی چیز میں نے نہیں چھوڑی جو تمہیں دوزخ کے قریب کرتا ہے اور جنت سے دور رکھے مگر میں نے اس سے تمہیں منع کر دیا ہے۔

ایک فقہی قاعدہ:

یہ مسئلہ تو پہلے ہی گزر چکا ہے کہ چونکہ غناء (گانے) کی حرمت میں اور بعض روایات سے اس کی اباحت میں جو اقوال پیش کئے جا چکے ہیں۔ وہاں ہم نے روایات اباحت پر اس کے جواب کی طرف بھی توجہ کی ہے۔

مگر یہاں ایک فقہی قاعدہ کی طرف ہم آتے ہیں اور وہ عام فقہاء کرام نے نقل کیا ہے۔ اور وہ قاعدہ اسی گانے (قوالی وغیرہ) کی حرمت واباحت کے دونوں جانب کی روایت سے متعلق ہے کہ جب ایک طرف حرمت کی روایات وآثار ہیں مگر اس میں تشدید ہو دوسری طرف کچھ روایات یا آثار اس کی اباحت کی ہوں تو وہاں مقلّد کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ وہ قاعدہ ذیل کے الفاظ میں ملتا ہے۔

وان ثبت روایۃ فی اباحۃ الغناء من علماء المذھب الحنفی کما ثبت روایۃ الحرمۃ مع التشدید فیھا فعلی المقلد ان یتبع الحرمۃ کما ھو مقتضی القوانین الشرعیۃ من انہ اذا دار الامربین کون الشئ حراماً عند بعض وحلالاً عند آخرین فالا حتیاط فی الاجتناب من ذلک الشئی۔ (بحوالہ نجم العلم) — اگر علماء حنفیہ میں سے کسی سے قوالی (گانے) کے بارے میں اباحت (جواز) کی کوئی روایت ثابت ہوجائے جس طرح حرمت کی روایت سختی کے ساتھ اس میں ثابت ہے تو مقلد پر لازم ہے کہ وہ حرمت کی اتباع کرے (یعنی اسے حرام جانے) جس طرح کہ یہ قوانین شرعیہ کی مقتضیات میں سے ہے کہ جب کوئی امر اس درمیان دائر ہو جائے کہ کسی کے نزدیک حرام ہو اور کسی کے ہاں حلال۔ تو احتیاط اس چیز سے بچنے ہی میں ہے۔

آگے اس کی وجہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ جن کے نزدیک یہ حرام ہے تو اس کا مرتکب اس کے نزدیک فاسق مردود الشہادت ہوگا جب کہ مرتکب اس پر بضد رہے۔ اور جن کے نزدیک جائز ہے تو مرتکب اگر اسے نہ کرے تو اباحت والوں کے نزدیک یہ آدمی فاسق نہیں ہوگا۔ کیونکہ مباح ایک ایسا فعل ہے جس کے کرنے پر ثواب نہیں ملتا اور نہ اس کے چھوڑنے پر عذاب ہوتا ہے تو بہ اتفاق علماء مباح ترک کرنے پر کوئی ملامت نہیں۔

مروجہ قوالی کے چند نمونے:

قارئین کرام! پچھلے صفحات میں مروجہ قوالی، گانے اور آلات موسیقی کی حرمت کے بارے میں جو کچھ گزرا ہے وہ آپ نے ملاحظہ کرلیا کہ فقہاء کرام، صوفیاءِ عظام، ائمہ دین اور حضرات مفسرین نے ان کے متعلق ارشاد فرمائے ہیں۔

اب یہاں پر آج کی قوالی کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں جس کا کچھ حصہ اس مختصر رسالہ میں گزر بھی چکا ہے۔

ان نمونوں کے پیش کرنے کا یہاں ہمارا یہ مقصد ہے کہ قوال حضرات اپنی قوالی میں کیا کچھ بکتے رہتے ہیں۔ کون سے مضامین ہیں اور ان میں کیا کیا خرابیاں ہیں۔

اس ضمن میں یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ ہم تو صرف چند نمونے اور مثالیں پیش کریں گے مگر تمام اقسام کی قوالی اور ہر قوال کا رنگ اور جذبہ جدا ہے جن سب کے احوال، جذبات اور ان کے احساسات اور بکواسات کو یکجا کرنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ اور نہ ہی ہمیں ان قوالوں کے گیتوں اور گانوں کے سننے کا کبھی شوق ہوا اور نہ ہی خدا ہمیں سنوائے۔ بلکہ دعا یہی ہے کہ خداوند قدوس محض اپنے فضل وکرم سے ان تمام خرافات اور بے دینیوں سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے امین یارب العلمین۔ بعض قوالوں سے جو کچھ سننے یا پڑھنے میں آتا ہے تو ان کی قوالی سے سوائے بے دینی کے اور کسی چیز کا اظہار نہیں ہوتا ایسے قوال کو نہ دین کی ضرورت ہوتی ہے نہ ہی دنیا اور دنیا کی حکومت کی۔ اگر ضرورت ہے تو صرف اور صرف مے خانے کی۔

مثلاً ملاحظہ فرمائیں:

تاج وتخت ،حکومت نہیں مانگتا — دین ودنیا کی ثروت نہیں مانگتا
میرے ساقی! میں دولت نہیں مانگتا — بلکہ ساقی! میرا ایک کام کر
مے خانہ میرے نام کر

یہ قوالی ہے اور قوال کیا کچھ مانگتا ہے۔ وہ چیز مانگ رہا ہے جسے ''گناہوں کی جڑ'' یعنی شراب کہا جاتا ہے۔ کیا شراب حرام نہیں ہے کیا شراب کے بارے میں حضور ﷺ نے دس آدمیوں پر لعنت نہیں فرمائی؟

اس کے باوجود اگر پھر بھی کوئی شراب خانے کی تمنا اور طلب کرے تو بتایئے کہ اسے مسلمان کہیں گے؟ اور کون سا مسلمان؟

بلکہ یہ قوال اس سے ترقی کر جاتے ہیں کہ ہم تو قیامت میں بھی شراب پی کر ہی خداوند تعالی کو جواب دیں گے اور یوں کہیں گے۔

شکستہ حال ہے ،دنیا کے صفاتے میں تیرے سوال کا یا رب! جواب دیتے ہیں
بروز محشر ہے اتنی بھی جلد بازی کیا ذرا شراب تو پی لیں ،حساب دیتے ہیں
اگر کھائے واعظ نے انگور تو محشر میں کہہ دوں گا یااللہ! یہ شراب کی گولیاں کھاتے تھے
ہم ساغر سے پیتے تھے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوالوں نے قیامت سے بھی ایک کھیلا بنایا ہے گویا ان کو قیامت کی ہولنا کی اور گھبراہٹ کی کوئی پرواہ نہیں کہ جہاں اللہ تعالی کے مقربین بھی کانپتے ہوں گے کسی کو بات کرنے کی ہمت نہ ہوگی۔مگر واہ قوال جی تجھے اتنا جری اور بے باک کس چیز نے بنایا۔

اور بعض اوقات تو یہ بھی ہوتا ہے کہ یہ قوال جو یہ تشبیہ دے رہے ہیں۔تو وہ بھی پلید اور نجس چیزوں سے دے رہے ہیں۔اور آپ نے بھی ایسی قوالیاں سنی ہوگی۔اسی شراب کے ذکر سے ہی قوالی شروع کرتے ہیں۔

شرابی!.......................میں شرابی!.......................میں شرابی!

گویا کہ اپنے کو شرابی ہی کہنے پر تلا ہوا ہے یہاں پر اس قوال کے نام لینے کی ہمیں ضرورت نہیں بلکہ یہ قوال صاحب تو مشہور ہیں اگر کوئی اسے جانتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ نہ جاننا ہی بہتر ہے۔

میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے وہ یہ ہے اگر چہ قوال کے ذہن میں شاید تشبیہ مقصود ہو لیکن جو کچھ وہ بک رہا ہے اس کے بکنے میں وہ اصل شرابی سے گناہ میں کم نہیں۔اور آگے یوں کہتا ہے۔

''بے تکلف شراب پی لیجئے آگے چل کر حساب ہونا ہے اور یہ بھی کہ شرم کیسی ، جو چھپ چھپ کر وہ منافق ہے۔''

مذکورہ بالا الفاظ میں تو ''چھپ کر شراب پینے والے کو منافق'' کہا ہے۔مگر یہ بتائیے کہ اگر شراب کھلم کھلا پئے تو وہ منافق نہیں ہوگا؟جواب میں یہی چاہیئے کہ وہ عملاً کافر ہی ہوسکتا ہے۔

اور بعض اوقات شراب کے نشے کا عادی یو بکتا ہے۔

میں نشے میں ہوں۔شیشے میں ے۔ ے میں نشہ

نشہ شراب میں ہوتا تو ناچتی بوتل۔

ایک سلیم العقل انسان تو سمجھتا ہے کہ بوتل ناچنے والی نہیں ہوتی۔اگر ناچتا ہے تو یہ قوال ہی ناچتا ہوگا اور بس۔

اور ذرا اس کی ہٹ دھرمی کو بھی ملاحظہ کیجئے۔کہتا ہے

''توبہ.................توبہ میری توبہ..................توبہ سے مجھے ضد ہے۔''

اور بعض شراب کی صفتیں بیان کرتا ہوا یوں کہتا ہے۔

شراب کا کوئی اپنا فردی رنگ نہیں ‏ ‏ شراب تجزیہ وحساب کرتی ہے

جواہل دل ہیں بڑھاتی ہے آبروان کی ‏ ‏ جو بے شعور ہیں ،ان کوخراب کرتی ہے

مندرجہ بالاشعروں سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ قوال کے نزدیک شراب کوئی بری چیز نہیں بلکہ اسے برا کہنے والا قوال کے نزدیک بے شعور ہے۔

اور کچھ قوالیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں سوائے شرک وکفر کے کچھ معلوم نہیں ہوتا اور وہ یہ کہ غیر اللہ (اللہ کے سوا) کی قسمیں کھاتا پھرتا ہے۔حالانکہ شریعت میں غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع کیا گیا ہے۔

بخاری ومسلم کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

من كان محالفاً فليحلف بالله او ليصمت ‏ جس نے قسم کھانی ہوتو وہ صرف اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے ورنہ چپ رہے۔

بلکہ ترمذی میں ارشاد نبوی ﷺ کچھ اس طرح ہے کہ ''جس نے اللہ کے سوا کسی پر قسم کھائی تو تحقیق اس نے کفر کیا اور ایک روایت میں یہ الفاظ وارد ہیں کہ ''اُس نے شرک کیا۔''

مثلاً ایک قوال کی شرکیہ قوالی ملاحظہ ہو!

(۱) حبیبِ خدا کی قسم! ‏ (۲) شب ہجرت کی قسم!

(۳) جلوۂ جان کی قسم! ‏ (۴) حُسنِ یوسف کی قسم!

(۵) عشق زلیخا کی قسم! ‏ (۶) ید بیضاء کی قسم!

(۷) دم عیسیٰ کی قسم! ‏ (۸) ہیئت موسیٰ کی قسم!

(۹) بازوئے حیدر کی قسم! ‏ (۱۰) حلقہ اصغر کی قسم!

(۱۱) چادر زینب کی قسم!

اور پھر، ڈھول باجا وغیرہ کا نمبر ہوتا ہے۔اور اسی پر بس نہیں بلکہ شراب پینے میں بڑی جرأت کر کے انبیاء علیہم السلام کے اسم گرامی لے کر ان برگزیدہ ہستیوں پر شراب پینے کا الزام لگاتے ہوئے یوں بکتا ہے۔

یوسفؑ نے اپنے حسن کا جلوہ دکھا کے پی ‏ ‏ ایوبؑ نے بھی صبر کی حد مٹا کے پی

موسیٰؑ نے کوہ طور کو سرمہ بنا کے پی ‏ ‏ عیسیٰؑ نے قم باذن سے مردے جلا کے پی

الغرض! ان جیسی قوالیوں کی تو حد نہیں کوئی عقلمند مسلمان ان جیسی قوالیوں اور بکنے کو جائز نہیں سمجھ سکتا اور صرف یہ بھی نہیں جس طرح ہم نے پہلے ہی بار بار عرض کر دیا ہے کہ آج کی قوالی آلات موسیقی کے بغیر نہیں ہے بلکہ آلات کے بغیر قوالی نہیں کہلائی جاتی اس کو نعتیہ کلام سے تعبیر کرتے ہیں۔

گانے اور آلات موسیقی پر تو الحمدللہ کافی بحث ہو چکی ہے اگر اس سے بھی تفصیل درکار ہے تو علماء امت کی بڑی بڑی کتابیں دیکھ لی جائیں۔

گذشتہ حوالوں پر ایک سرسری نظر:

حضرات فقہاء کرام، مفسرین، ائمہ دین اور دیگر علماء مجتہدین کے جو اقوال وارشادات ذکر کئے گئے ہیں ان سے بخوبی اندازہ ہو گیا ہوگا کہ آج کی قوالی، قوالی نہیں رہی بلکہ وہ ایک ڈوم گیری ہے اور صرف شریعت محمدیؐ میں نہیں تمام ادیان میں اسے حرام ہی کہا گیا ہے اور اسے گناہوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور اسی سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے۔ ان مجالس میں بیٹھنا، ان کا سننا کبیرہ گناہ ہے۔ اور اس سے لطف اندوز ہونا کفر ہے بلکہ زمانے کے قوالوں نے جس وجد و محبت کو مشہور کر رکھا ہے۔ حالانکہ وہ وجد و محبت کو پہنچانتے ہی نہیں۔ شرح السیر الکبیر میں امام سرخسیؒ نے اسی کے متعلق فرمایا۔

فما يفعله الذين يدعون الوجد المحبة	جو لوگ وجد و محبت کے مدعی ہو کر کرتے ہیں
مكروه لا اصل له فى الدين	مکرہ ہے ''دین میں اس کی کوئی اصل نہیں۔''

اور حضرات فقہاء کرام نے جس بسط و تفصیل سے اس مروجہ قوالی اور ان کی خرابیوں پر اپنی اراء کا اظہار فرمایا ہے ان تمام حوالہ جات کو یکجا کرنا بہت ہی دشوار کام ہے تاہم جو کچھ اس مختصر رسالہ میں ذکر کیا گیا ہے عقلمند کے لئے یہی کافی ہیں۔

قوالی ایسا عمل ہے جسے سلف صالحین ائمہ مجتہدین میں سے کسی نے جائز اور حلال نہیں سمجھا بلکہ علما کرام نے اسے بدعت ہی کہا ہے۔ جیسا کہ علامہ شامیؒ رقمطراز ہیں:

ان ذلک كلهٗ من سيئات البدع حيث لم	یہ بری بدعات میں سے ہے۔ سلف صالحین
ينقل فعله عن السلف الصالحين ولم	میں کسی سے یہ منقول نہیں اور نہ ہی ائمہ مجتہدین
يقل بحله احد من الائمة المجتهدين.	میں سے کسی نے اس کے جواز پر بات کی۔

(تنقیح الفتاویٰ الحامدیه ج ۲ ص ۳۵۵)

جس کا مطلب یہی ہے کہ ان حضرات میں سے کسی نے مروجہ قوالی کو جائز نہیں کہا۔ کتب فقہ مثلاً محیط، مبسوط، قنیہ، نہایہ وعنایہ اور تاتارخانیہ وغیرہ میں اس کو حرام ہی کہا ہے۔ بلکہ اس قسم کی قوالی کو حلال اور جائز سمجھنے والا کافر ہوتا ہے۔

والكفر بالاستحلال فى المتفق	اور حلال جاننا کفر ہے اجماع امت سے جیسا
كالسماع فى زماننا	کہ ہمارے زمانہ کی قوالی۔

مروجہ قوالی کا ثبوت نہ قران سے ہے نہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے، نہ ہی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور نہ ائمہ فقہاء و مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال سے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ان قلت قال الله قال رسوله　　　همزوک همزاً لمنکر المتغالی

اگر تو کہے کہ اللہ نے فرمایا ،اللہ کے رسول نے فرمایا ،تو منکر انتہا پسند جیسے آپ کوطعن دیں گے۔

او قلت: قد قال الصحابة والاولیٰ　　　تبعوهم فی القول والاعمال

یا تو کہے ،کہ تحقیق صحابہ اور پچھلے لوگوں نے کہا ہے۔سوتم بھی قول وعمل میں ان کی اتباع کرو۔

او قلت :قال ال المصطفی　　　صلی علیه الله ،افضل ال

یا تو کہے کہ حضورﷺ کے آل نیکہا ہے ۔نزول رحمت کرے اللہ تعالیٰ اُس پر ،جوکہ بہتر آل ہیں۔

او قلت:قال الشافعی واحمد　　　وابو حنیفة،والامام العالی

یاتو یہ کہے کہ ،امام شافعیؒ،امام احمدؒ　　　امام ابوحنیفہؒاورامام مالکؒ نے کہا ہے

او قلت: قال صحابهم من بعد هم　　　فالکل عندهم کشبه خیال

یاتو کہے کہ ان کے اصحاب (علماً) نے جو ان کے بعد ہیں کہا ہے۔توسب ان کے نزدیک خیال ہی کے مشابہ ہے

ترکوا الحقائق والشرائع ،واقتدوا　　　بظواهر الجهال والضلال

انہوں نے حقائق اور شریعتوں کو چھوڑا ہے اور ظاہر جاہلوں اور گمراہی پھیلانے والوں کی اقتدا کر لی۔

نبذوا کتاب اللّٰه خلف ظهورهم　　　بنذالمسافرفضلة الاکال

انہوں نے اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا جیسے مسافر کھانے والے کا فضلہ پھینک دیتا ہے۔

جعلوا السماع مطیة لهواهم　　　وغلوا،فقالوافیه کل محال

انہوں نےقوالی کواپنی خواہشات کی سواری بنادی اوراس میں انہوں نے انتہا کردی تو ہرمحال بات اس میں کہہ ڈالی

بل لاتجئ شریعة بجوازه　　　فسلواالشرائع تکتفوابسؤال

بلکہ کوئی شریعت قوالی کے جائز ہونے پرنہیں آئی ۔تمام شریعتوں سے معلوم کرلوسوال کرنے پرتمہاری کفایت ہو جائے گی۔ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرے۔سیدھا راستہ اختیار کرکے حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اتباع کرے۔کسی نے کیا ہی خوب فرمایا۔

یا باغی الاحسان یطلب ربه　　　لیفوزمنه بغایة الأمال

اے اخلاص کے طالب جواپنے پروردگار کی طلب کررہا ہے تاکہ غایت درجہ کی اُمیدوں میں کامیاب ہو۔

اُنظر الٰی هدی الصحابة والذی　　　کانوا علیه فی الزمان الخالی

حضرات صحابہ کی سیرت کودیکھ لے!!اور جس پروہ حضرات گذشتہ زمانہ میں تھے۔

واسئلک وطریق القوم این تیمموا　　خذیمنةً ماالدربذات شمال

قوم (یعنی صحابہؓ) کے راستہ پر چل کے کس طرف انہوں نے قصد کیا، دائیں طرف اختیار کر لے بائیں چلنے میں کوئی فائدہ نہیں۔

تاالله مااختارو الانفسهم سوی　　سبل الهدیٰ فی القول و الافعال

قسم بخدا! انہوں اپنے لئے قول وفعل میں سوائے ہدایت کے راستوں کے کسی چیز کو اختیار نہیں کیا۔

درجو اعلیٰ نهج الرسول وهدیه　　وبه اقتدوا فی سائرا لاحوال

رسول کے طریق اور آپ کی سیرت پر چڑھے　　اور دوسرے تمام احوال میں آپ ہی کی اقتداء کی

نعم الرفیق لطالب یبغی الهدیٰ　　فمآ له فی الحشر خیر مال

کیا ہی اچھا ساتھی ہے طلب گار کے لئے جو ہدایت کا متلاشی ہو۔ سواس کا انجام حشر میں بہتر انجام ہے۔

القانتین المحبین لربهم　　الناطقین باصدق الاقوال

جو عبادت کرنے والے عاجزی کرنے والے اپنے ربّ کے آگے۔ گفتگو کرنے والے ہیں سچے اقوال ہیں

التارکین لکل فعلٍ سیئ　　والعاملین باحسن الاعمال

ہر بُرے کام کو چھوڑنے والے　　اور اچھے اعمال پر عمل کرنے والے ہیں

اهواء هم تبع لدین نبیهم　　وسواهم بالضد فی ذی الحال

ان کی خواہشات اپنی نبی ﷺ کے دین کے تابع ہیں اور ان کے سوا (دوسرے لوگ) ان احوال کے ضد میں ہیں۔

ماشابهم فی دینهم نقص ولا　　فی قولهم شطح الجهول الغالی

ان کے دین میں کوئی نقصان آیا　　اور نہ ہی ان کے قول میں کسی خالی جاہل کا اثر ہے

عملوا بماعلموا، ولم یتکلفوا　　فلذالک ماشابوا الهدیٰ بضلال

جو کچھ وہ جانتے تھے اسی پر عمل کیا اور نہ ہی کوئی تکلف برتی، سو اسی وجہ سے انہوں نے ہدایت کو گمراہی سے مخلوط نہیں کیا۔

وسوا هم بالضد فی الامرین قد　　ترکوا الهدیٰ، ودعوا الی الاضلال

ان (صحابہؓ) کے سوا دو کاموں میں ضد پر ہدایت کو چھوڑا، اور گمراہ کرنے کی طرف انہوں نے دعوت دی۔

فهم الادلة للحیاریٰ، من یّسِر　　بهداهم لم یخش من اضلال

حیران وسرگردان لوگوں کیلئے یہ (صحابہؓ) راستہ دکھانے والے ہیں۔ جو کوئی ان کی ہدایت پر چلا وہ گمراہ کرنے سے نہیں ڈرا کرتا۔

وهم النجوم هداية واضاءة   وعلومنزلة،وبعد منال

اور وہی (صحابہؓ) ہدایت، روشنی، بلندی درجہ اور عظیم نعمت کے ستارے ہیں۔

يمشون بين الناس هونا،نطقهم   بالحق ،لابجهالة الجهال

(وہ) لوگوں کے درمیان عاجزی سے چلتے ہیں، ان کی گفتگو حق کی ہوتی ہے نہ کہ جاہلوں کی جہالت پر۔

حلماًوعلماً ،مع تقى وتواضع   ونصيحة ،مع رتبة الافضال

حلم، علم، تقویٰ وتواضع، خیرخواہی   اور فضیلت کے مرتبہ کے ساتھ

يحيون ليلهم بطاعة ربهم   بتلاوة،وتضرع،وسؤال

وہ (صحابہؓ) اپنی رات کو زندہ کرتے ہیں (یعنی عبادت کرتے ہیں) اپنے ربّ کی اطاعت، تلاوت، تضرع اور دعا میں۔

وعيونهم تجرى بغيض دموعهم   مثل انهمال الوابل الهطال

اوران کی آنکھیں آنسو سے بہتی ہیں   موسلا دھار بارش کی طرح

فى الليل رهبان وعندجهادهم   لعدوهم من اشجع الابطال

رات کو صحابہؓ راہب اور دشمنوں کے لئے جہاد کے وقت بہادر اور جری نظر آتے ہیں

واذا بداعلم الرهان رأيتهم   يتسابقون بصالح الاعمال

اور جب گھوڑ دوڑ کا جھنڈا بلند کیا جاتا ہے تو آپ ان کو دیکھیں گے کہ نیک اعمال میں ایک دوسرے سے آگے نکلتے ہیں۔

بوجوههم اثرسجود لربهم   وبها اشعة نوره المتلالى

ان کے چہروں پر رب کے آگے سجدہ کے آثار ہیں اور اسی پر چمکتے ہوئے نور کی شعاعیں ہیں۔

ولقد آبان لک الكتاب صفاتهم   فى سورة الفتح المبين العالىٰ

اور قران مجید نے تیرے لئے ان (صحابہؓ) کی صفتیں ظاہر کی ہیں سورۃ فتح میں

وبرابع السبع الطوال صفاتهم   قوم يحبهم ذووادلال

اور سات لمبی سورتوں کی چوتھی سورت (سورہ مائدہ) میں ان کی صفت ہے کہ ایسی قوم ہے جن سے ہدایت والے محبت رکھتے ہیں۔

وبراءة والحشر فيها وصفهم   وبهل أتى ،وبسورة الانفال

اور سورہ برائت، سورہ حشر میں ان کی صفت ہے اور ھل اتی (سورہ دہر) اور سورہ انفال میں بھی۔

آئندہ قسطوں میں مروجہ قوالوں کے مرشد و پیروں کا ایک دل چسپ علمی تحقیقی تذکرہ آئے گا۔